

خطبۂ جمعۃ المبارک

موضوع

رحمٰن کے بندوں کی نشانیاں قرآن کی رو سے

بفیضان نظر

سرمایۂ اہلسنت اُستاذ العلماء
مجاہد ملت اسلامیہ فخر اہلسنت رحمتہ اللہ علیہ
حضرت مولینا محبوب العلماء والمشائخ
علامہ الحاج ابو سعید محمد حنیف چشتی صاحب
مرکزی ناظم تبلیغ جماعت اہلسنت پاکستان
بانی و مہتمم جامعہ چشتیہ رضویہ ضیاء القرآن راہوالی

0306,0623601

0321.6404172

بزم علماء چشتیہ

جامعہ چشتیہ رضویہ ضیاء القرآن رجسٹرڈ

راہوالی گوجرانوالہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِینَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِینَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّینَ وَعَلٰی جَمِیعِ الْأَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِینَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا (63)

صدق اللہ العظیم وصدقنا رسولہ النبی الکریم امین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحٰبِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحٰبِکَ یَا رَحْمَۃً اللعٰلَمِین

بلغ العُلا بکمالہ

کشف الدجی بجمالہ

حسُنت جمیع خصالہ

صلوا علیہ وآلہ

رحمٰن کے بندوں کی نشانیاں قرآن کی روسے

وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا (63)

ترجمہ: کنزالعرفان

اور رحمٰن کے وہ بندے جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں ”بس سلام“۔

تفسیر: صراط الجنان

{وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ: اور رحمٰن کے وہ بندے۔} اس سے پہلی آیات میں کفار و منافقین کے احوال اور ان کا انجام ذکر ہوا، اب یہاں سے کامل مومنین کے تقریباً 12 اَوصاف بیان کئے گئے ہیں، ان کا خلاصہ یہ ہے۔

(1) وہ زمین پر آہستہ چلتے ہیں۔

(2) جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں ''بس سلام''

(3) وہ اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے لیے سجدے اور قیام کی حالت میں رات گزارتے ہیں۔

(4) جہنم کا عذاب پھر جانے کی اللہ تعالٰی سے دعائیں کرتے ہیں۔

(5) اِعتدال سے خرچ کرتے ہیں، اس میں نہ حد سے بڑھتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں۔

(6) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی عبادت نہیں کرتے۔

(7) جس جان کو ناحق قتل کرنا اللہ تعالٰی نے حرام فرمایا ہے، اسے قتل نہیں کرتے۔

(8) بدکاری نہیں کرتے۔

(9) جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔

(10) جب کسی بیہودہ بات کے پاس سے گزرتے ہیں تو اپنی عزت سنبھالتے ہوئے گزر جاتے ہیں

(11) جب انہیں ان کے رب عَزَّوَجَلَّ کی آیتوں کے ساتھ نصیحت کی جاتی ہے تو ان پر بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے۔

(12) وہ یوں دعا کرتے ہیں: اے ہمارے رب! عَزَّوَجَلَّ، ہماری بیویوں اور ہماری اولاد سے ہمیں آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیز گاروں کا پیشوا بنا۔

{اَلَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا: جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں۔} اس آیت میں بیان ہوا کہ کامل ایمان والوں کا اپنے نفس کے ساتھ معاملہ یہ ہوتا ہے کہ وہ لوگ اطمینان اور وقار کے ساتھ، عاجزانہ

شان سے زمین پر آہستہ چلتے ہیں۔ مُتکبرانہ طریقے پر جوتے کھٹکھٹاتے، پاؤں زور سے مارتے اور اتراتے ہوئے نہیں چلتے۔

(مدارك، الفرقان، تحت الآية: ٦٣، ص٨٠٩، ملخصاً)

کہ یہ متکبرین کی شان ہے اور شریعت نے اس سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالٰی ہے:

”وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًاۚ-اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا“

(بنی اسرائیل:٣٧)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور زمین میں اتراتے ہوئے نہ چل بیشک تو ہرگز نہ زمین کو پھاڑ دے گا اور نہ ہرگز بلندی میں پہاڑوں کو پہنچ جائے گا۔

سکون اور وقار کے ساتھ چلنے کی ترغیب

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مومن کو آہستہ، سکون و اطمینان اور وقار کے ساتھ چلنا چاہئے۔ اَحادیث میں بھی اس چیز کی ترغیب دی گئی ہے، چنانچہ یہاں 3 اَحادیث ملاحظہ ہوں:

...(1) حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”تمہارے لئے سکون (سے چلنا) ضروری ہے کیونکہ دوڑنے میں کوئی نیکی نہیں ہے۔

(بخاری، کتاب الحج، باب امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالسکینة عند الافاضة... الخ، ١/ ٥٥٨، الحدیث: ١٦٧١)

...(2) حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”تیز چلنا ایمان والوں کی ہیبت ختم کر دیتا ہے۔

(حلیة الاولیاء، ذکر جماعة من العارفین العراقیین، محمد بن یعقوب، ١٠ / ٣٠٨، الحدیث: ١٥٣٠٩)

...(3)حضرت انس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”تیز چلنا چہرے کے حسن کو ختم کر دیتا ہے۔

(کنز العمال، کتاب المعیشة والآداب،قسم الاقوال، آداب المشی، ۸/ ۱۷۵، الحدیث: ۴۱۶۱۴، الجزء الخامس عشر)

اللہ تعالٰی تمام مسلمانوں کو اس طرح چلنے کی توفیق عطا فرمائے جو شریعت کا پسندیدہ طریقہ ہے اور اس طرح چلنے سے محفوظ فرمائے جس سے شریعت نے منع کیا اور اسے ناپسند فرمایا ہے، اٰمین۔

{وَ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ: اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں۔} یہاں یہ بیان ہوا کہ کامل ایمان والے دوسروں کے ساتھ کیسے پیش آتے ہیں، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں اور کوئی ناگوار کلمہ یا بے ہودہ یا ادب و تہذیب کے خلاف بات کہتے ہیں تو کہتے ہیں ”بس سلام“ اس سے مراد مُتارَکَت کا سلام ہے اور معنی یہ ہے کہ جاہلوں کے ساتھ جھگڑا کرنے سے اِعراض کرتے ہیں یا اس کے یہ معنی ہیں کہ ایسی بات کہتے ہیں جو درست ہو اور اس میں ایذا اور گناہ سے سالم رہیں۔

(ابو سعود، الفرقان، تحت الآیۃ: ۶۳، ۴/ ۱۴۸)

جاہلانہ گفتگو کرنے والے سے سلوک

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جب کسی معاملے میں کوئی جاہل جھگڑا کرنا شروع کرے تو اس سے اعراض کرنے کی کوشش ہی کرنی چاہئے اور اس کی جاہلانہ گفتگو کے جواب میں اگر کوئی بات کریں تو وہ ایسی ہو جس میں گناہ کا کوئی پہلو نہ ہو اور وہ اس جاہل کے لئے اَذِیَّت کا باعث بھی نہ ہو، ترغیب اور تربیت کے لئے یہاں ایک واقعہ ملاحظہ ہو، چنانچہ حضرت نعمان بن مقرن رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: حضورِ اقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں ایک شخص نے دوسرے شخص کو برا بھلا کہا تو جسے برا بھلا کہا گیا، اس نے یہ کہنا شروع کر دیا: تم پر سلام ہو۔ اس پر رسولِ کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”سنو! تم دونوں کے درمیان ایک فرشتہ ہے جو

(اے برا بھلا کہے گئے شخص!) تمہاری طرف سے دفاع کرتا ہے، جب یہ تمہیں برا بھلا کہتا ہے تو وہ اس سے کہتا ہے: نہیں، بلکہ تم ایسے ہو اور تم اس کے زیادہ حق دار ہو، اور جب تم اس سے کہتے ہو "تم پر سلام ہو" تو فرشتہ کہتا ہے: نہیں، بلکہ تمہارے لئے سلامتی ہو اور تم اس کے زیادہ حق دار ہو۔

(مسند امام احمد، حدیث النعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ، ۹/۱۹۱، الحدیث: ۲۳۸۰۶)

وَ الَّذِیۡنَ یَبِیۡتُوۡنَ لِرَبِّہِمۡ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا (64)

ترجمہ: کنزالعرفان

اور وہ جو اپنے رب کے لیے سجدے اور قیام کی حالت میں رات گزارتے ہیں۔

تفسیر: صراط الجنان

{وَ الَّذِیۡنَ: اور وہ جو۔} اس سے پہلی آیت میں کامل ایمان والوں کی مجلسی زندگی اور مخلوق کے ساتھ پاکیزہ معاملے کا بیان ہوا اور اب یہاں سے اُن کی خَلوَت کی زندگانی اور حق کے ساتھ رابطے کے بارے میں بیان کیا جارہا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ کامل ایمان والوں کی خلوت و تنہائی کا حال یہ ہے کہ ان کی رات اللہ تعالٰی کے لئے اپنے چہروں کے بل سجدہ کرتے اور اپنے قدموں پر قیام کرتے ہوئے گزرتی ہے۔(خازن، الفرقان، تحت الآیۃ: ۶۴، ۳/۳۷۸)

رات میں عبادت کرنے کی ترغیب

ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ آرام کرنے کے بعد رات میں کچھ نہ کچھ نفلی عبادت ضرور کیا کرے تاکہ اس میں کامل ایمان والوں کے اوصاف پیدا ہوں اور آخرت کے لئے نیکیوں کا کچھ ذخیرہ جمع ہو۔ ایک اور مقام پر کامل ایمان والوں کا وصف بیان کرتے ہوئے اللہ تعالٰی ارشاد فرماتا ہے:

"تَتَجَافٰی جُنُوۡبُہُمۡ عَنِ الۡمَضَاجِعِ یَدۡعُوۡنَ رَبَّہُمۡ خَوۡفًا وَّ طَمَعًا ۫ وَّ مِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ"(السجدۃ:۱۶)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: ان کی کروٹیں ان کی خوابگاہوں سے جدا رہتی ہیں اور وہ ڈرتے اور امید کرتے اپنے رب کو پکارتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے خیرات کرتے ہیں۔

اور پرہیز گار لوگوں کی جزا اور ان کا وصف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

"اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍۙ(۱۵) اٰخِذِیْنَ مَاۤ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْؕ-اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِیْنَؕ(۱۶) كَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ الَّیْلِ مَا یَهْجَعُوْنَ(۱۷)وَ بِالْاَسْحَارِ هُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ"(الذاریات:۱۵۔۱۸)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک پرہیز گار لوگ باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔ اپنے رب کی عطائیں لیتے ہوئے، بیشک وہ اس سے پہلے نیکیاں کرنے والے تھے۔ وہ رات میں کم سویا کرتے تھے۔ اور رات کے آخری پہروں میں بخشش مانگتے تھے۔

اللہ تعالٰی تمام مسلمانوں کو دن میں بھی اور رات میں بھی اپنی عبادت کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

رات میں عبادت کرنے کے فوائد

یاد رہے کہ جو عبادت جس وقت کرنا فرض ہے اسے اس وقت ہی کیا جائے گا البتہ نفلی عبادت رات میں کرنا دن کے مقابلے میں زیادہ فائدہ مند ہے، اس کا ایک فائدہ یہ ہے کہ رات میں کچھ دیر سونے کے بعد اٹھ کر عبادت کرنا دن کی نماز کے مقابلے میں زبان اور دل کے درمیان زیادہ موافقت کا سبب ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس وقت قرآن پاک کی تلاوت کرنے اور سمجھنے میں زیادہ دل جمعی حاصل ہوتی ہے کیونکہ اس وقت شور و غل نہیں ہوتا بلکہ سکون اور اطمینان ہوتا ہے جو کہ دل جمعی حاصل ہونے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ تیسرا فائدہ یہ ہے کہ اس وقت عبادت کرنے میں کامل اخلاص نصیب ہوتا ہے اور عبادت میں ریاکاری، نمود و نمائش اور دکھلاوا نہیں ہوتا کیونکہ عام طور پر اس وقت لوگ

بیدار نہیں ہوتے جس کی وجہ سے ریاکاری کا موقع نہیں ہوتا۔یہ تینوں فوائد قرآن مجید میں انتہائی جامع انداز میں بیان کئے گئے ہیں، چنانچہ سورہِ مُزَّمِّل میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"اِنَّ نَاشِئَةَ الَّیۡلِ هِیَ اَشَدُّ وَطۡاً وَّ اَقۡوَمُ قِیۡلًا"(المزمل:٦)

ترجمہ کنزُالعِرفان: بیشک رات کو قیام کرنا زیادہ موافقت کا سبب ہے اور بات خوب سیدھی نکلتی ہے۔

اپنی راتیں عبادت میں گزارنے والی دو بزرگ خواتین

ہمارے بزرگانِ دین اپنی راتوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے گزارا کرتے تھے اور ان کی شب بیداری کے ایسے ایسے حیرت انگیز واقعات ہیں کہ انہیں سن کر عقل دنگ رہ جاتی ہے، یہاں بطورِ خاص دو بزرگ خواتین کے واقعات ملاحظہ ہوں،

...(1)امام محمد بن سیرین رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی بہن حضرت حفصہ بن سیرین رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہا بصرہ میں ایک انتہائی عبادت گزار خاتون تھیں، آپ رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہا ساری رات نماز پڑھتے ہوئے گزار دیتیں اور نماز میں آدھا قرآن پاک تلاوت فرماتیں۔بسا اوقات اپنی نماز پڑھنے کی جگہ پر اتنی دیر نماز میں کھڑی رہتیں کہ آپ کا چراغ بجھ جاتا، لیکن آپ کے لئے صبح تک (چراغ کی روشنی کے بغیر) گھر روشن رہتا۔

...(2)حضرت رابعہ بصریہ رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہا کی اپنی وفات تک یہ عادت رہی کہ آپ ساری رات نماز پڑھتی رہتیں اور جب فجر کا وقت قریب ہوتا تو تھوڑی دیر کے لئے سو جاتیں، پھر بیدار ہو کر کہتیں :اے نفس! تم کتنا سوؤ گے اور کتنا جاگو گے، عنقریب تم ایسی نیند سو جاؤ گے کہ اس کے بعد قیامت کی صبح کو ہی بیدار ہو گے۔(روح البیان، الفرقان، تحت الآیۃ: ٦٤، ٦/ ٢٤٢)

ان واقعات میں مسلمان خواتین کے لئے بڑی نصیحت ہے، انہیں چاہئے کہ اپنی راتیں غفلت کی نیند سو کر اور عبادت سے خالی نہ گزاریں بلکہ رات میں اٹھ کر کچھ نہ کچھ عبادت کیا کریں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو کر اپنی، اپنے اہلِ خانہ اور دیگر مسلمانوں کی بخشش و مغفرت کی دعائیں مانگا کریں۔

تھوڑی عبادت کرنے والوں کو بھی شب بیداری کا ثواب

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے اور وہ اپنے کرم سے رات میں تھوڑی عبادت کرنے پر بھی شب بیداری کا ثواب عطا فرمادیتا ہے، چنانچہ یہاں تھوڑی عبادت کرنے پر شب بیداری کا ثواب ملنے سے متعلق دو روایات ملاحظہ ہوں،

...(1) حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضورِ اقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جس نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی اُس نے آدھی رات کے قیام کا ثواب پایا اور جس نے نمازِ فجر بھی باجماعت ادا کی وہ ساری رات عبادت کرنے والے کی مثل ہے۔(مسلم، کتاب المساجدومواضع الصلاۃ،باب فضل صلاۃ العشاء والصبح فی جماعۃ،ص۳۲۹،الحدیث:۲۶۰(۶۵۶))

...(2) حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا کہ جس کسی نے عشاء کے بعد دو رکعت یا اس سے زیادہ نفل پڑھے وہ شب بیداری کرنے والوں میں داخل ہے۔(خازن، الفرقان، تحت الآیۃ: ۶۴، ۳/۳۷۸)

وَ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ﳓ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا(65)اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا(66)

ترجمہ: کنزالعرفان

اور وہ جو عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہم سے جہنم کا عذاب پھیر دے، بیشک اس کا عذاب گلے کا پھندا ہے۔ بیشک وہ بہت ہی بری ٹھہرنے اور قیام کرنے کی جگہ ہے۔

تفسیر: صراط الجنان

{رَبَّنَا: اے ہمارے رب!} کامل ایمان والوں کی شب بیداری اور عبادت کا ذکر فرمانے کے بعد اس آیت اور اس کے بعد والی آیت میں ان کی ایک دعا کا بیان فرمایا کہ وہ اپنی نمازوں کے بعد اور عام

اوقات میں یوں عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہم سے جہنم کا عذاب پھیر دے جو کہ انتہائی شدید دردناک ہے، بیشک اس کا عذاب گلے کا پھندا اور کافروں سے جدا نہ ہونے والا ہے، بیشک جہنم بہت ہی بری ٹھہرنے اور قیام کرنے کی جگہ ہے۔

(مدارك، الفرقان، تحت الآية: ٦٦-٦٥، ص٨١٠، روح البيان، الفرقان، تحت الآية: ٦٦-٦٥، ٦ / ٢٤٣، ملتقطاً)

آیت "وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا" سے معلوم ہونے والی باتیں

اس آیت سے تین باتیں معلوم ہوئیں،

...(1) اپنی عبادت و ریاضت پر بھروسہ کرنے کی بجائے اللہ تعالٰی کی رحمت اور کرم پر بھروسہ کرنا چاہئے اور اس کی خفیہ تدبیر سے خوفزدہ رہنا چاہئے کہ یہ کامل ایمان والوں کا طریقہ ہے۔ چنانچہ امام عبداللہ بن احمد نسفی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ان کی اس دعا سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ وہ کثرتِ عبادت کے باوجود اللہ تعالٰی کا خوف رکھتے ہیں اور اس کی بارگاہ میں عاجزی، اِنکساری اور گریہ و زاری کرتے ہیں۔ (مدارك، الفرقان، تحت الآية: ٦٥، ص٨١٠)

...(2) علامہ اسماعیل حقی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ کامل ایمان والے مخلوق کے ساتھ اچھا معاملہ کرنے اور اللہ تعالٰی کی عبادت میں خوب کوشش کرنے کے باوجود اللہ تعالٰی کے عذاب سے بہت ڈرتے ہیں اور اپنے اوپر سے عذاب پھیر دیئے جانے کی گریہ وزاری کے ساتھ التجائیں کرتے ہیں، گویا کہ وہ انتہائی عبادت گزاری اور پرہیز گاری کے باوجود جب اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں تو خود کو گناہگاروں میں شمار کرتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے اعمال کو شمار نہیں کرتے اور اپنے احوال پر بھروسہ نہیں کرتے۔ (روح البيان، الفرقان، تحت الآية: ٦٦، ٦/ ٢٤٤-٢٤٣)

...(3)بطورِ خاص نماز کے بعد دعا کرنی چاہئے، نماز پڑھنے والا تنہا نماز پڑھے یا جماعت کے ساتھ، امام ہو یا مقتدی اور عمومی طور پر جب بھی موقع ملے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہنا چاہئے۔

وَ الَّذِیْنَ اِذَاۤ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَ لَمْ یَقْتُرُوْا وَ كَانَ بَیْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا(67)

ترجمہ: کنزالعرفان

اور وہ لوگ کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ حد سے بڑھتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ان دونوں کے درمیان اعتدال سے رہتے ہیں۔

تفسیر: صراط الجنان

{وَ الَّذِیْنَ اِذَاۤ اَنْفَقُوْا: اور وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں۔} یہاں کامل ایمان والوں کے خرچ کرنے کا حال ذکر فرمایا جارہا ہے کہ وہ اسراف اور تنگی دونوں طرح کے مذموم طریقوں سے بچتے ہیں اور ان دونوں کے درمیان اعتدال سے رہتے ہیں۔

اِسراف اور تنگی کرنے سے کیا مراد ہے؟

اسراف مَعصِیَت میں خرچ کرنے کو کہتے ہیں۔ ایک بزرگ رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے کہا کہ اسراف میں کوئی بھلائی نہیں تو دوسرے بزرگ رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے کہا: ’’بھلائی کے کام میں اسراف ہوتا ہی نہیں۔ اور تنگی کرنے کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ’’اس سے مراد یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کئے ہوئے حقوق ادا کرنے میں کمی کرے۔ مروی ہے کہ جس نے کسی حق کو منع کیا اُس نے اِقتار یعنی تنگی کی اور جس نے ناحق میں خرچ کیا اس نے اسراف کیا۔

بعض مفسرین کا قول ہے کہ اس آیت میں جن حضرات کا ذکر ہے وہ سیّد المرسلین صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بڑے بڑے صحابۂ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ ہیں جو لذت اور ناز و نعمت میں زندگی بسر کرنے کے لئے کھاتے، نہ خوبصورتی اور زینت کے لئے پہنتے۔ بھوک روکنا، ستر چھپانا،

سردی گرمی کی تکلیف سے بچنا بس یہی ان کا مقصد تھا۔(مدارك، الفرقان، تحت الآية: ٦٧، ص٨١٠، خازن، الفرقان، تحت الآية: ٦٧، ٣/٣٧٩، ملتقطاً)

ضروریاتِ زندگی میں صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کا زُھد

صحابۂ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ دنیا سے بے رغبت رہتے اور دنیا سے صرف اتنا ہی لیا کرتے تھے جتنا ان کی اہم ضروریاتِ زندگی کے لئے کافی ہو، نیز وہ عیش و عشرت اور ناز و نعمت میں زندگی بسر کرنے کی بجائے سادہ زندگی گزارتے اور اپنے نفس کو دنیا کی سختی اور مشقت برداشت کرنے کا عادی بناتے اور دُنیوی زندگی کے قیمتی لمحات کو اپنی آخرت کی زندگی بہتر سے بہتر بنانے میں صَرف کیا کرتے تھے۔ حضرت حسن بصری رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میں نے ستر بدری صحابۂ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو دیکھا، وہ اللہ تعالٰی کی حلال کردہ اَشیاء سے اس قدر اِجتناب کرتے تھے جتنا تم حرام اشیاء سے پرہیز نہیں کرتے۔ دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ جس قدر تم فراخی کی حالت پر خوش ہوتے ہو اس سے زیادہ وہ آزمائشوں پر خوش ہوا کرتے تھے، اگر تم انہیں دیکھ لیتے تو کہتے یہ مجنون ہیں ،اور اگر وہ تمہارے بہترین لوگوں کو دیکھتے تو کہتے: ان لوگوں کا کوئی اخلاق نہیں، اور اگر وہ تم میں سے برے لوگوں کو دیکھتے تو کہتے: ان کا قیامت کے دن پر ایمان نہیں۔ ان میں سے ایک کے سامنے حلال مال پیش کیا جاتا تو وہ نہ لیتا اور کہتا: مجھے اپنے دل کے خراب ہونے کا ڈر ہے۔(احیاء علوم الدین، کتاب الفقر والزھد، بیان تفصیل الزھد فیما ھو من ضروریات الحیاۃ، ۴/۲۹۷)

یہاں ان کی زُہد و تقویٰ سے بھرپور زندگی کے 4 واقعات ملاحظہ ہوں،

...(1) حضرت حسن رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: اہلِ بصرہ کا ایک وفد حضرت ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کی معیت میں حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور (کچھ دنوں میں) انہوں نے دیکھا کہ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ روزانہ ایک چھوٹی روٹی تناول فرماتے ہیں اور یہ روٹی کبھی گھی کے ساتھ، کبھی زیتون کے ساتھ اور کبھی دودھ کے ساتھ کھاتے ہیں

اورآپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کو کبھی خشک گوشت کے ٹکڑے ملتے جنہیں کوٹ کر پانی سے تر کیاہوا ہوتا اور کبھی تھوڑا سا تازہ گوشت ملتا۔ایک دن آپ نے اہلِ بصرہ سے فرمایا:”اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم!میں تم سے اچھا کھانا کھا سکتا ہوں، آسائش والی زندگی گزار سکتا ہوں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم!میں سینے کے گوشت، گھی، آگ پر بھنے ہوئے گوشت، چٹنی اور چپاتیوں سے ناواقف نہیں ہوں (لیکن میں انہیں اللہ تعالٰی کے خوف کی وجہ سے استعمال نہیں کرتا) کیونکہ ایسی چیزوں کو استعمال کرنے پر اللہ تعالٰی نے ایک قوم کو عار دلائی ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا:

"اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَ اسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا"(الاحقاف:۲۰)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تم اپنے حصے کی پاک چیزیں اپنی دنیا ہی کی زندگی میں فنا کر چکے اور ان سے فائدہ اٹھاچکے۔(اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں قیامت کے دن مجھ سے بھی یہ نہ فرمادیا جائے۔)(الزھد لابن مبارك، باب ما جاء فی الفقر، ص۲۰۴، روایت نمبر:۵۷۹، الجزء الاوّل)

...(2)حضرت انس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: قحط سالی کے دنوں میں امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے خود کو گھی کھانے سے روک رکھا تھا اور آپ صرف زیتون پر گزارا کیا کرتے تھے۔ایک دن زیتون کھانے کی وجہ سے آپ کے پیٹ میں تکلیف ہونے لگی تو آپ نے پیٹ پر انگلی مار کر فرمایا:”تجھے جتنی تکلیف ہوتی ہے ہوتی رہے، جب تک لوگوں سے فاقہ کی سختی ختم نہیں ہو جاتی تیرے لئے میرے پاس یہی کچھ ہے۔(الزہد لابن حنبل، زہد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، ص۱۴۵، روایت نمبر:۶۰۸)

...(3)حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم نے اپنے دورِ خلافت میں تین درہم کا ایک کپڑا خریدا اور اسے پہنا، آپ نے اس کی آستینیں کلائیوں سے کاٹ کر فرمایا:”تمام تعریفیں اس اللہ تعالٰی کے لئے ہیں جس نے مجھے اپنے عمدہ لباس میں سے یہ لباس پہنایا۔(احیاء علوم الدین، کتاب الفقر والزھد، بیان تفصیل الزھد فیما ھو من ضروریات الحیاۃ، ۲۸۸/۴)

...(4)جب حمص کے گورنر حضرت عمیر بن سعد رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا: ”تم کیا کچھ لے کر آئے ہو؟ حضرت عمیر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: ”میرے پاس میرا تھیلا ہے جس میں اپنا زادِ راہ رکھتا ہوں، ایک پیالہ ہے جس میں کھانا کھاتا ہوں اور اسی سے اپنا سر اور کپڑے وغیرہ دھوتا ہوں، ایک پانی کا برتن ہے جس میں پانی پیتا ہوں اور وضو وغیرہ کرتا ہوں اور ایک لاٹھی ہے جس پر ٹیک لگاتا ہوں اور اگر کوئی دشمن آ جائے تو اسی لاٹھی سے اس کا مقابلہ کرتا ہوں، خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اس کے علاوہ میرے پاس دُنیوی مال ومَتاع نہیں۔ (عیون الحکایات، الحکایۃ الاولی، ص۱۳)

وَ الَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَ لَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لَا یَزْنُوْنَۚ-وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا(68)

ترجمہ: کنزالعرفان

اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی عبادت نہیں کرتے اور اس جان کو ناحق قتل نہیں کرتے جسے اللہ نے حرام فرمایا ہے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے گا وہ سزا پائے گا۔

تفسیر: صراط الجنان

{وَ الَّذِیْنَ: اور وہ جو۔} کامل ایمان والوں کے بارے میں ارشاد فرمایا گیا کہ وہ فضیلت والے اعمال سے مُتَّصِف ہونے کے ساتھ ساتھ قبیح اور برے کاموں سے بھی بچتے ہیں جیسے وہ اللہ تعالٰی کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی عبادت نہیں کرتے، شرک سے بَری اور بیزار ہیں اور وہ اس جان کو ناحق قتل نہیں کرتے جسے قتل کرنے کو اللہ تعالٰی نے حرام فرمایا ہے اور اس کا خون مُباح نہیں کیا جیسے کہ مومن اور معاہدہ کرنے والا کافر، یونہی وہ بدکاری نہیں کرتے اور جو شخص بھی ان کاموں میں سے کوئی کام کرے گا تو وہ اس کی سزا پائے گا۔

(مدارك، الفرقان، تحت الآية: ٦٨، ص٨١١-٨١٠، روح البيان، الفرقان، تحت الآية: ٦٨، ٦/٢٤٦-٢٤٧، ملتقطاً)

بڑے بڑے تین گناہ

یاد رہے کہ اللہ تعالٰی کے ساتھ شرک کرنا، کسی جان کو ناحق قتل کرنا اور زنا کرنا بہت بڑے گناہ ہیں ، جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں ’’میں نے رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے سوال کیا ’’کونسا گناہ سب میں بڑا ہے؟ ارشاد فرمایا ’’یہ کہ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ کسی کو شریک کرے، حالانکہ تجھے اُس نے پیدا کیا۔ میں نے عرض کی: پھر اس کے بعد کونسا گناہ؟ ارشاد فرمایا ’’یہ کہ تو اپنی اولاد کو اس لیے قتل کرڈالے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گی۔ میں نے عرض کی: پھر کونسا؟ ارشاد فرمایا ’’یہ کہ تو اپنے پڑوسی کی عورت سے زنا کرے۔ اللہ تعالٰی نے اپنے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی تصدیق میں یہ آیت ’’وَ الَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ‘‘ نازل فرمائی۔ (بخاری، کتاب الادب، باب قتل الولد خشية ان يأكل معه، ٤/١٠٠، الحديث: ٦٠٠١)

اور حضور اقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جب بیعت لیتے تو بطورِ خاص یہ تین گناہ یعنی شرک، کسی کو ناحق قتل اور زنا نہ کرنے پر بیعت لیا کرتے تھے، چنانچہ حضرت عبادہ بن صامت رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ہم نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ ایک مجلس میں تھے تو آپ نے ارشاد فرمایا ’’تم مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ اللہ تعالٰی کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے، زنا نہیں کرو گے، چوری نہیں کرو گے اور اس جان کو ناحق قتل نہیں کرو گے جسے قتل کرنا اللہ تعالٰی نے حرام فرمایا ہے۔ تم میں سے جس شخص نے اس عہد کو پورا کیا اس کا اجر اللہ تعالٰی کے ذمہ کرم پر ہے اور جس نے ان حرام کردہ چیزوں میں سے کسی کا اِرتکاب کر لیا اور اسے (دنیا میں ہی اس کی شرعی) سزا دے دی گئی تو وہ اس کا کفارہ ہے اور جس نے ان میں سے کسی حرام کام کو کیا اور اللہ تعالٰی نے (دنیا

میں)اس کا پردہ رکھا تو (آخرت میں)اس کا معاملہ اللہ تعالٰی کے سپرد ہے، اگر وہ چاہے تو اسے معاف کر دے اور اگر چاہے تو اسے عذاب دے۔(مسلم، کتاب الحدود، باب الحدود کفارات لاھلھا، ص۹۳۹، الحدیث: ۴۱(۱۷۰۹))

يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ يَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا(69)اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓىٕكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍؕ-وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا(70)

ترجمہ: کنزالعرفان

اس کے لئے قیامت کے دن عذاب بڑھا دیا جائے گا اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا۔ مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

تفسیر: صراط الجنان

{یُضٰعَفْ: بڑھا دیا جائے گا۔} یعنی جو شخص شرک کے ساتھ ساتھ ناحق قتل کرنے اور زناکاری وغیرہ گناہوں کا مُرتکب ہو گا تو وہ قیامت کے دن شرک کے عذاب میں گرفتار ہو گا اور اس کے ساتھ دیگر گناہوں کے عذاب میں بھی مبتلا ہو گا اور یوں اس کا عذاب بڑھا دیا جائے گا اور وہ ہمیشہ اس دگنے عذاب میں ذلت سے رہے گا۔(تفسیر کبیر، الفرقان، تحت الآیۃ: ۶۹، ۸/ ۴۸۴)

{اِلَّا مَنْ تَابَ: مگر جو توبہ کرے۔} یعنی جو شخص شرک، ناحق قتل، زنا اور دیگر کبیرہ گناہوں سے توبہ کرے، اللہ تعالٰی اور اس کے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر ایمان لائے اور توبہ کے بعد نیک کام کرے تو ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ تعالٰی نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ تعالٰی بخشنے والا مہربان ہے اور اس کی بخشش و مہربانی کے آثار میں سے یہ ہے کہ وہ گناہوں سے توبہ کرنے والوں ، ایمان لانے والوں اور توبہ و ایمان کے بعد نیک عمل کرنے والوں کی برائیاں نیکیوں سے بدل دیتا ہے

اور نیک اعمال کرنے پر انہیں ثواب عطا فرماتا ہے۔(روح البیان، الفرقان، تحت الآیۃ:۷۰، ۶/۲۴۷، مدارك، الفرقان، تحت الآیۃ:۷۰، ص۸۱۱، ملتقطاً)

برائیوں کو نیکیوں سے بدل دینے کا معنی

مفسرین نے برائیوں کو نیکیوں سے بدل دینے کے مختلف معنی بیان فرمائے ہیں، ان میں سے تین معنی درج ذیل ہیں،

…(1)اس کا معنی یہ ہے کہ برائی کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ اسے نیکی کرنے کی توفیق دیدے گا۔

…(2)اس کا یہ معنی ہے کہ برائیوں کو توبہ سے مٹادے گا اور ان کی جگہ ایمان و طاعت وغیرہ نیکیاں ثبت فرمائے گا۔

…(3)اس کا یہ معنی ہے کہ آیت میں بیان گئے اوصاف سے مُتَّصِف لوگوں سے حالتِ اسلام میں جو گناہ ہوئے ہوں گے انہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دے گا۔(مدارك، الفرقان، تحت الآیۃ:۷۰، ص۸۱۱، خازن، الفرقان، تحت الآیۃ:۷۰، ۳/۳۸۰، ملتقطاً)

اللہ تعالیٰ کی بندہ نوازی اور شانِ کرم

صحیح مسلم میں حضرت ابو ذر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضورِ اقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”میں یقینا جانتا ہوں سب کے بعد جنت میں کون داخل ہو گا اور سب سے آخر میں جہنم سے کون نکلے گا۔ ایک شخص ایسا ہو گا جسے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا ”اس شخص کے صغیرہ گناہ اس پر پیش کرو چنانچہ اس کے صغیرہ گناہ اس پر پیش کئے جائیں گے اور اس سے کہا جائے گا ”تو نے فلاں دن فلاں فلاں کام کیا تھا؟ وہ شخص اقرار کرے گا اور کہے گا ”میں اپنے اندر ان کاموں سے انکار کی سکت نہیں پاتا اور وہ ابھی اپنے کبیرہ گناہوں سے ڈر رہا ہو گا کہ ان کا حساب نہ شروع ہو جائے۔ اس شخص سے کہا جائے گا: جا تجھے ہر گناہ کے بدلے ایک نیکی دی جاتی ہے۔ حضرت ابو ذر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں ”یہ

بیان فرماتے ہوئے رسولِ کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو (اللہ تعالٰی کی بندہ نوازی اور اس کی شانِ کرم پر) خوشی ہوئی اور چہرۂ اقدس پر سُرور سے تبسُّم کے آثار نمایاں ہوئے۔(مسلم، کتاب الایمان، باب ادنی اھل الجنّۃ منزلۃ فیھا، ص۱۱۹، الحدیث: ۳۱۴(۱۹۰))

وَ مَنْ تَابَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ یَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا(71)

ترجمہ: کنزالعرفان

اور جو توبہ کرے اور اچھا کام کرے تو وہ اللہ کی طرف ایسا ہی رجوع کرتا ہے جیسا کرنا چاہیے تھا۔

تفسیر: صراط الجنان

{وَ مَنْ تَابَ وَ عَمِلَ صَالِحًا: اور جو توبہ کرے اور اچھا کام کرے۔} یعنی جو شخص اپنے گناہوں سے توبہ کرے اور اچھا کام کرے تو وہ اللہ تعالٰی کی طرف ایسا ہی رجوع کرتا ہے جیسا کرنا چاہیے تھا کیونکہ ایسا رجوع اللہ تعالٰی کا پسندیدہ ہے، گناہوں کو مٹانے والا ہے اور ثواب حاصل ہونے کا ذریعہ ہے۔(روح البیان، الفرقان، تحت الآیۃ: ۷۱، ۶/۲۴۹-۲۴۸)

گناہوں سے سچی توبہ کرنے کی ترغیب

یاد رہے کہ حقیقی اور سچی توبہ یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں اپنے گناہ کا اقرار کرتے، اس پر ندامت و شرمندگی کا اظہار کرتے اور آئندہ اس گناہ کو نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرتے ہوئے اللہ تعالٰی سے اپنے گناہ کی معافی طلب کرے۔ ایسی توبہ ہی اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں مقبول اور پسندیدہ ہے اور ایسی توبہ ہی حقیقی طور پر فائدہ مند اور گناہوں کو مٹانے والی ہے، چنانچہ ایک اور مقام پر اللہ تعالٰی ارشاد فرماتا ہے: ’’یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًاؕ-عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ یُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَ یُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ‘‘(التحریم:۸)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جس کے بعد گناہ کی طرف لوٹنا نہ ہو قریب ہے کہ تمہارا رب تمہاری بُرائیاں تم سے مٹادے اور تمہیں ان باغوں میں لے جائے جن کے نیچے نہریں رواں ہیں۔

اور ارشاد فرماتا ہے: "اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ یَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِیْبٍ فَاُولٰٓىٕكَ یَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَیْهِمْؕ-وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا(۱۷)وَ لَیْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِۚ-حَتّٰۤى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَ لَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَ هُمْ كُفَّارٌؕ-اُولٰٓىٕكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا"(النساء:۱۸،۱۷)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: وہ توبہ جس کا قبول کرنا اللہ نے اپنے فضل سے لازم کرلیا ہے وہ انہیں کی ہے جو نادانی سے بُرائی کر بیٹھیں پھر تھوڑی دیر میں توبہ کرلیں ایسوں پر اللہ اپنی رحمت سے رجوع کرتا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔ اور ان لوگوں کی توبہ نہیں جو گناہوں میں لگے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں کسی کو موت آئے تو کہنے لگے اب میں نے توبہ کی اور نہ ان لوگوں کی (کوئی توبہ ہے) جو کفر کی حالت میں مریں۔ ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

آیت میں بوقتِ موت توبہ قبول نہ ہونے سے مراد وہ وقت ہے جب موت کے بعد کے احوال نظر آنا شروع ہو جائیں۔

لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ گناہوں سے ایسی توبہ کرے جیسی توبہ کرنے کا حق ہے اور اللہ تعالٰی سے ویسی توبہ کرنے کی توفیق بھی مانگتا رہے جیسی توبہ اس کی بارگاہ میں مقبول اور پسندیدہ ہے۔

وَ الَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَۙ-وَ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا(72)

ترجمہ: کنزالعرفان

اور جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب کسی بیہودہ بات کے پاس سے گزرتے ہیں تو اپنی عزت سنبھالتے ہوئے گزر جاتے ہیں۔

تفسیر :صراط الجنان

{وَ الَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ: اور جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔} یعنی کامل ایمان والے گواہی دیتے ہوئے جھوٹ نہیں بولتے اور وہ جھوٹ بولنے والوں کی مجلس سے علیحدہ رہتے ہیں، اُن کے ساتھ میل جول نہیں رکھتے۔ (مدارك، الفرقان، تحت الآية: ۷۲، ص۸۱۱)

جھوٹی گواھی دینے کی مذمت پر 4 اَحادیث

اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹی گواہی نہ دینا اور جھوٹ بولنے سے تعلق نہ رکھنا کامل ایمان والوں کا وصف ہے۔ یاد رہے کہ جھوٹی گواہی دینا انتہائی مذموم عادت ہے اور کثیر اَحادیث میں اس کی شدید مذمت بیان کی گئی ہے،

یہاں ان میں سے 4 اَحادیث ملاحظہ ہوں

...(1) حضرت انس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبیٔ اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”کبیرہ گناہ یہ ہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک کرنا۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ کسی کو ناحق قتل کرنا۔ اور جھوٹی گواہی دینا۔ (بخاری، کتاب الديات، باب قول الله تعالى: ومن احياها، ۴/۳۵۸، الحديث: ۶۸۷۱)

...(2) حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جھوٹے گواہ کے قدم ہٹنے بھی نہ پائیں گے کہ اللہ تعالٰی اس کے لیے جہنم واجب کر دے گا۔ (ابن ماجه، کتاب الاحکام، باب شهادة الزور، ۳/۱۲۳، الحديث: ۲۳۷۳)

...(3) حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، حضور پُر نور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جس نے ایسی گواہی دی جس سے کسی مسلمان مرد کا مال ہلاک ہو

جائے یا کسی کا خون بہایا جائے، اس نے (اپنے اوپر) جہنم (کا عذاب) واجب کر لیا۔ (معجم الکبیر، عکرمۃ عن ابن عباس، ۱۱ / ۱۷۲، الحدیث: ۱۱۵۴۱)

...(4) حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ’’جو شخص لوگوں کے ساتھ یہ ظاہر کرتے ہوئے چلا کہ یہ بھی گواہ ہے حالانکہ یہ گواہ نہیں وہ بھی جھوٹے گواہ کے حکم میں ہے اور جو بغیر جانے ہوئے کسی کے مقدمہ کی پیروی کرے وہ اللہ تعالٰی کی ناخوشی میں ہے جب تک اس سے جدا نہ ہو جائے۔ (سنن الکبری للبیہقی، کتاب الوکالۃ، باب اثم من خاصم او اعان فی خصومۃ بباطل، ۶ / ۱۳۶، الحدیث: ۱۱۴۴۴)

{وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ: اور جب کسی بیہودہ بات کے پاس سے گزرتے ہیں۔} یعنی جب وہ کسی لغو اور باطل کام میں مصروف لوگوں کے پاس سے گزرتے ہیں تو اپنی عزت سنبھالتے ہوئے وہاں سے گزر جاتے ہیں۔ اپنے آپ کو لہو و باطل سے مُلَوَّث نہیں ہونے دیتے اور ایسی مجالس سے اِعراض کرتے ہیں۔ (مدارک، الفرقان، تحت الآیۃ: ۷۲، ص۸۱۱)

وَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْهَا صُمًّا وَّ عُمْیَانًا(73)

ترجمہ: کنزالعرفان

اور وہ لوگ کہ جب انہیں ان کے رب کی آیتوں کے ساتھ نصیحت کی جاتی ہے تو ان پر بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے۔

تفسیر: صراط الجنان

{وَ الَّذِیْنَ: اور وہ لوگ۔} یعنی جب کامل ایمان والوں کو ان کے رب عَزَّوَجَلَّ کی آیتوں کے ساتھ نصیحت کی جاتی ہے تو وہ ان پر غفلت کے ساتھ بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے کہ نہ سوچیں نہ سمجھیں بلکہ ہوش و حواس قائم رکھتے ہوئے سنتے ہیں اور چشمِ بصیرت کے ساتھ دیکھتے ہیں اور اس

نصیحت سے ہدایت حاصل کرتے ہیں، نفع اٹھاتے ہیں اور ان آیتوں میں دیئے گئے احکام پر عمل کرتے ہیں۔(روح البیان، الفرقان، تحت الآیۃ: ۷۳، ۶/ ۲۵۲، خازن، الفرقان، تحت الآیۃ: ۷۳، ۳/ ۳۸۰، ملتقطاً)

قرآن مجید کی آیات کے ذریعے کی جانے والی نصیحت کیسے سننی چاھئے؟

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جب قرآن مجید کی آیات کے ذریعے اللہ تعالٰی کی نعمتیں یاد دلائی جائیں، اللہ تعالٰی کی طاعت و فرمانبر داری کرنے اوراس کی رضا حاصل کرنے کی ترغیب دی جائے اور اس کی نافرمانی کرنے پر اس کے غضب و عذاب سے ڈرایا جائے، یونہی جو کام کرنے کا اللہ تعالٰی نے حکم دیا ہے انہیں کرنے اور جن کاموں سے بچنے کا فرمایا ہے ان سے رک جانے پر ابھارا جائے تو ہر مسلمان کو چاہئے کہ ان چیزوں کو بے توجہی کے ساتھ نہ سنے بلکہ کامل توجہ کے ساتھ اور ہوش و حواس قائم رکھتے ہوئے سنے اور ان آیات کے ذریعے جو نصیحت کی گئی اس پر عمل کرے۔ ایسے لوگوں کے بارے میں ایک اور مقام پر اللہ تعالٰی ارشاد فرماتا ہے:

"فَبَشِّرْ عِبَادِۙ(۱۷) الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗؕ-اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَ اُولٰٓىٕكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ"(الزمر: ۱۷، ۱۸)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو میرے ان بندوں کو خوشخبری سنادو۔ جو کان لگا کر بات سنتے ہیں پھر اس کی بہتر بات کی پیروی کرتے ہیں۔ یہ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی اور یہی عقلمند ہیں۔

اللہ تعالٰی عمل کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

وَ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا(74)

ترجمہ: کنزالعرفان

اور وہ جو عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہماری بیویوں اور ہماری اولاد سے ہمیں آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیز گاروں کا پیشوا بنا۔

تفسیر :صراط الجنان

{وَ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ: اور وہ جو عرض کرتے ہیں۔} یعنی کامل ایمان والے اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں یوں عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہماری بیویوں اور ہماری اولاد سے ہمیں آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔اس سے مراد یہ ہے کہ ہمیں بیویاں اور اولاد نیک، صالح، متقی عطا فرما تاکہ ان کے اچھے عمل اور ان کی اللہ تعالٰی اور اس کے رسول صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت دیکھ کر ہماری آنکھیں ٹھنڈی اور دل خوش ہوں۔(مدارک، الفرقان، تحت الآیۃ: ۷۴، ص۸۱۲)

مومن کی آنکھوں کی ٹھنڈک

اس سے معلوم ہوا کہ نیک اور پرہیز گار بیوی اوراولاد مومن کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور اس کے دل کی خوشی کا باعث ہے۔نیک بیوی کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، حضور پُر نور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”دنیا مَتاع (یعنی فائدہ اٹھانے کی چیز) ہے اور دنیا کی بہتر متاع نیک عورت ہے۔(مسلم، کتاب الرضاع، باب خیر متاع الدنیا المرأۃ الصالحۃ، ص۷۷۴، الحدیث: ۵۹(۱۴۶۷))

اور حضرت ابو امامہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالٰی سے ڈرنے کے بعد مومن کے لیے نیک بیوی سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ اگر اسے حکم دیتا ہے تو وہ اطاعت کرتی ہے اور اگر اسے دیکھے تو خوش کر دے اور اس پر قسم کھا بیٹھے تو قسم سچی کر دے اور کہیں چلا جائے تو اپنے نفس اور شوہر کے مال میں بھلائی کرے (یعنی اس کی عزت میں خیانت نہ کرے اور اس کا مال ضائع نہ کرے۔)(ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب افضل النساء، ۲ / ۴۱۴، الحدیث: ۱۸۵۷)

اور نیک اولاد کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبیٔ کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جب انسان مر جاتا ہے تو تین اعمال کے علاوہ اس کے

عمل مُنقطع ہو جاتے ہیں۔(1)صدقہ جاریہ۔(2)وہ علم جس سے نفع اٹھایا جاتا ہو۔(3)نیک بچہ جو اس کے لئے دعا کرے۔(مسلم، کتاب الوصية، باب ما يلحق الانسان من الثواب بعد وفاته، ص۸۸٦، الحديث: ۱۴(۱٦۳۱))

{وَ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا: اور ہمیں پرہیز گاروں کا پیشوا بنا۔} یعنی ہمیں ایسا پرہیز گار، عبادت گزار اور خدا پرست بنا کہ ہم پرہیز گاروں کی پیشوائی کے قابل ہوں اور وہ دینی اُمور میں ہماری اِقتدا کریں۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس آیت میں دلیل ہے کہ آدمی کو دینی پیشوائی اور سرداری کی رغبت رکھنی اور طلب کرنی چاہئے۔(خازن، الفرقان، تحت الآية: ۷۴، ۳/ ۳۸۱) لیکن یہ اس صورت میں ہے کہ جب مقصد اچھا ہو نہ یہ کہ حبِ دنیا اور حبِ جاہ کی وجہ سے ہو۔

ہفتہ وار خطبہ جمعہ حاصل کرنے کے لیے درج ذیل نمبر پر رابطہ:03060623601